رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۳
REGISTERED NO. A.783



مفید نہو تو قیمت واپس

جوب لقمانی بہار مرجاتی ہے خزان کہتی ہے آنکو
جوانی روٹھی جاتی ہے کسے ڈھونڈھنا انکو

ایسی حالت میں یہ گولیاں منگائیے اور خود اعتباری لطف شباب عجب ہی جاہے تو فائدہ نہ کریں۔ نہ کمزوری نہ ناطاقتی محسوس ہوگی بلکہ دل و دماغ اور خاص قوتوں میں اضافہ طاقت کا ہوگا شوقینوں کے لیے نعمت بے بہا ہے۔ فی درجن عار دور درجن ہے سہ درجن للعمہ

روغن لقمانی لطف ہے تجھ سے کیا کہوں زاہد
ہائے کمبخت تو نے پی ہی نہیں

یہ روغن حقیقتاً حاصل لطف شباب ہے ایک ہی مرتبہ کے استعمال کرنے سے وہ لطف اور حالت ہوتی ہے کہ دنیا و مافیہا کی خبر نہیں رہتی ہے مطلوب کو طالب و طالب کو مطلوب بنا دیتا ہے۔ جو شخص ایک مرتبہ آزما تا ہے شیدا ہو جاتا ہے۔ زیادہ تعریف تکلف مذہب ہے۔

قیمت فی شیشی عار دور روپیہ دو شیشی ہے تین شیشی للعمہ

طلاء عجیب وہ تمام شکایات جو اوائل شباب کی غلطیوں یا بے احتیاطی سے پیدا ہوتی ہوں جنکو مریض خود بھی جانتا ہے انکے لیے یہ طلا استعمال کیجیے تمام کمزوری ہوتی تو قیمت واپس لاکر مخصوص وقت میں ایک گھنٹہ بعد ادا کار و رفتہ عضو میں بھی دوبارہ شباب کا لطف پیدا کر کے وہ قوت پیدا کر دیتا ہے کہ انسان فرط خوشی قوت سے بیتاب ہو جاتا ہے لیکن اہم ہم مشورہ دیتے ہیں کہ ... لکن ... قیمت فی شیشی (رعہ) اسکے ہمراہ جوب مقوی و دافع جریان و کثرت احتلام ... استعمال کرنیوالے حضرات قابل فخر بنا دیں گے۔

طلسمی گولیاں ضعف ... جریان کثرت احتلام ... [illegible]

[illegible]

منگانے کا پتہ۔ دواخانہ عظمت العلاج لکھنؤ

فائدہ نہو قیمت واپس

طلاء ممسک ایک ہی رات میں نامرد کو مرد بنا دیتا ہے طلاء پر ممسک طلاء ایک گھنٹہ بعد اس عضو کی قوت پیدا ہوتی ہے کہ ... ہوتی ہے ضبط مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہو جاتا ہے ممسک بہت قائم رہتا ہے اور ... کے رگوں کی ہو جاتی ہے دوران ... قیمت ... ہرگز ... ہوتی ہے قیمت مع ... فی شیشی علاوہ محصول

روغن ملذذ ایسا روغن ہے ملذذ اور ... ہے صرف ایک ہفتہ استعمال کر کے ... معشوق عمر بھر کے لیے مطیع ہو جاتی ہے اور لطف کی زیادتی کی وجہ سے صرف ایک دفعہ ہی عاشق دو فریفتہ ہو جاتے ہیں قیمت فی شیشی دو روپیہ علاوہ محصول

حبوب ممسک ایک گولی کھا کر گھنٹوں لطف صحبت اٹھائیے لطف یہ ہے کہ اگر آپ کمزور بھی ہونگے تو کسی طرح کا نقصان نہ ہوگا پھر طلاء اور نہایت قوی رہیگا۔ جبتک ترشی نہ چکھیں ہرگز ... نمونہ کا قیمت فی درجن دو روپیہ علاوہ محصول۔ ... کوئی دواسے ... قیمت کی شرط ہے۔

عین الشفا میڈیکل ہال لکھنؤ

گھوڑچڑھی

... قوت ممسکہ کے بڑھانے میں اکسیر ... استعمال کرنے ... کبھی شکایت نہیں ... قیمت فی درجن ... علاوہ محصول۔

اکسیر جریان ... جریان ... کمزوری ... قیمت ... محصول ...

طلائے نادر ... [illegible]

منیجر دار التجربات متصل پل نخاس لکھنؤ!

سفوف مراد

ہر قسم کی نامردی، کمزوری، سستی اور جریان کا مجرب علاج

[illegible]

طلائے مسیحا [illegible]

حبوب حیرت [illegible]

روغن جنت [illegible]

حبوب انسداد احتلام [illegible]

اکسیر دمہ [illegible]

شفا پوڈر [illegible]

سفوف مراد ... اردو ریویو گائیڈ ...

قاضی مقبول احمد اینڈ کمپنی لاہور

... [illegible]

جلد ۱۲ نمبر ۱۵

مضامین غیر

(جمعہ ۲۲ اپریل ۱۹۲۷ء)

الکزیٹریا

دشت میں جانے سے یون مجبور زندان ہو گئے — سو گئے جب یون سکھ گھر اور ویران جھانوں گئے
آپ پردے میں رہے کیا جانیں کتنے بیان ہو گئے — منت میں شور عالم آپ جانان ہو گئے
یون تو میں وہی دنگ گھر جاکے پر غیرت میں — آگئے تخفیف میں موقوف دربان ہو گئے
گھر سے ہو کے بچھی صبح شب فرقت کہا — خوب اب سے تھے میں کیا بد خواب شیطان ہو گئے
ہوئے وہ رشک پری جو وصل کی حسرت نکالی — شوق سچ آج ادوان کے نشیان ہو گئے
گد گدا یا بھی نہیں اور چٹکیان بھی خوب میں — وصل میں خندان ہوئے وہ گاہ گریان ہو گئے
روز و بان سے پکڑ کر دستون میں بیت بیٹھے میں — عشق کرکے ہم تو دیوانے کے نشیان ہو گئے
عید کے دن بوسے غیر سے پایا آپ کو — رات کو ہم آپ کے دشمن کے مہمان ہو گئے
حشر کے دن نکلیں ہوت اُن کے لئے گرد قبر — سب نیوت ہو گئے اور وہ نمکدان ہو گئے
میری آہون سے جو ہو کے نکلے اب جا کے جیس — بخت میں بھی حکم دان غول بیابان ہو گئے
محتسب بھی اب شریک بزم یار و غیر ہے — کو توال اسے دفعت رو ندوش ہو کر نشیان ہو گئے
دو گھڑی ہو وقت ان پیر گرز نم جیسے گر — لالہ رخ چین جدرین جب خالی نمکدان ہو گئے
کو وہ ہم کو بار ہے صدقہ اُتار میں کس جسے — مرغ جان بھی بس گیا ہم بھی گریبان ہو گئے
آگیا تھا کونی جھڑی بخت پیشی ہے ہو میں — اسیری عاشق کی تربت پر چراغان ہو گئے
بیٹھے زخم جگر کو چاہیے سنگ نشین — سوئی پاس انکے نہیں اجیئے دل ہو گئے
خان یاد جب نہ تھے بچے تیغ میرزا میرزا — لیکن اب منجانب سرکار افغان ہو گئے
سیل کا دشمن کے گونا من کے نمزاکی — جل کے سوجھیں دل سب دنی سودان ہو گئے
کھنڈو میں جب سے وا مرو کے نے قدم — خشک ہو کر سب گوئیں جاوہ خندان ہو گئے
نام تیرہ کا بنایا عشق نے فیر یار کو — آیا مجنون کو نہ کچھ آخر شترسان ہو گئے

ہاتھ نیچے پر نہیں رکھ سکتے ایکیون گھونسنگھی ہے
جب خدا کا فرکر نم زربر مسلمان ہو گئے

پچھتاوا

پاسٹور شمس اللہ سیان نے اپنی محبوبہ کے حق میں معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد کون سی کوتاہی کی ہے کہ پھر شمس ... شاہ اللہ اپنی عیسی یا اتفاقی حالت پر قانع نہیں۔ کہا کرتا ہے میں شاہ ہوتا تو اچھا تھا شاہ کہتا ہے لیکنی ...

(کاش میری ماں مجھے نہ جنتی۔ یعنے میں پیدا ہی نہ ہوتا) بعض لکھا کہتے ہیں یالیتنی کنت ترابا (کاش آج میں خاک ہوتا) عرب کے بعض شعرا نے جو اپنی حالت پر بہت غضبناک تھے یہان تک فرمایا کہ لیتنی کنت کبشا فاعلفونی وسمنونی ثم ذبحونی واکلونی ثم اخرجونی قذرۃ۔ اے کاش وہ شخص مینڈھا ہوتا لوگ اوسے خوب کھلا کھلا کے موٹا کرتے پھر اوسے (یعنے قائل کو) ذبح کرکے چٹ کر جاتے اور ہضم ہو جانے کے بعد پاس ایکی کھاد بنا کے معدہ سے خارج کر دیتے۔

ایک امیر مسلمان زمیندار کی لڑکی پر عاشق تھا مذہب کا اختلاف تھا اور مرتبہ کا تفاوت بھلا غریب عاشق کی فریاد کب سنتا۔ اوسنے معشوق کو مجبے سے پیٹ کے کھڑے ہوتے دیکھا تو کہنے لگا۔

•اے زری ہم کھبا ہوتے گوریا آن لپٹتی

مجلس عربی میں اسکا ترجمہ یون ہوگا:۔

یا لیتنی کنت کعبۃ فلیتنی گوریا

مصر کے ایک قدیم مشہور شاعر نے اپنی معشوقہ کو گدھے پر سوار ہوتا دیکھ کے ٹھنڈی سانس بھری اور کہا "آہ اگر اور تیری رانوں کے بیچ کو اگر تیرا عاشق گدھا ہوتا تو کیا برے تھے" کچھ دنون ادھر اخبارون کے کالمون میں ایک واقعہ چھپا تھا کہ لندن کی ایک البیلی زوجہ نے جو گرست جاہتی تھیں اپنے خانہ زاد کتے میں شوہر عقل جنکے ہاتھ میں میز پر سے اوٹھا کے زور سے کاٹا اس جرم پر مارا کہ شوہر برخوردار کتے کو سوتے میں منہ چاٹتے پر ڈانٹ بتائی تھی۔ یہ روایت اخبار میں وارد نہیں ہوئی کہ شوہر صاحب کا دل اوس وقت کیا کہتا تھا مگر ہم جانتے ہیں کہ آدمی سے کتا بننے کی ہوس ضرور ہوئی ہوگی۔ فارسی کا ایک شاعر معشوق سے پوچھتا ہے:۔

آئینہ بزم دلکشا ست تو سد ماشاءاللہ — ہم شانہ بزلف مشکبو ملے تو سد ماشاءاللہ

ایک مصرعہ یاد نہیں:۔

دل چون شود دستا بیاسے تو سد سبحان اللہ

سیاق عبارت کا رجحان تو اسی طرف ہے کہ شاعر سامان آرائش کی رسائی دیکھ کے کڑھتا تھا اور آئینہ و شانہ و حنا کے وجود کی جگہ وجود سے بدلنے پر راضی تھا۔ یہ سب پرانی دہرانی و قیانوسی باتیں ہیں مگر ہمدم مورخہ ۱۷ اپریل کا یہ واقعہ تازہ تر زرد بالکل نیا ہے کہ مہاراجہ گوالیار نے یونیورسٹی کے ایڈریس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا۔

"میں بہت خوش ہوتا اگر میں مہاراجہ کے بجائے تعلیم میں ایک معمولی سے معمولی اگر واقعی مہاراجہ ہونا کوئی اچھی بات نہیں تو لوگ مولانا سے کہتے ہیں کہ خود مخواہ خواہ کیون فرماتے ہیں۔ اون کے بچے تعلیم میں ایک معمولی افسر ہوتا کوئی بڑی مسرت میں جب چاہیں مہاراجہ ہو جاتے ہیں ان کی بیت سے نہ پیدا ہونے والے ہو جانا یہ تو جا ہیں جانا نہیں کچھ جم لینے کی جانشینی۔ کتے سے مبتدل جنس آئینہ و شانہ و حنا کی نیابت مشکل ہے ہمارا یہ بہت سا بھی ہو جانا ہو کر گئی

ہوسے کا خواستگار نہیں۔ جیغہ سرپیچ کلغی دستار، طرۂ قبائے فرمان روائی، خنجر آرام طلب زرین نیام و تیغ مستغنی از کشورکشائی و سرپرستی از حاجت روائی و خزانہ فارغ از ہمت افزائی جب سپاہی کے سامنے رکھدینگے وہی برضا و رغبت اپنی وردی سے بدل لیگا۔ سپاہی ہے کوئی ایران کی قرۃ العین تو ہے نہین جو ملک و مال کے مقابلے مین اپنی فقیری پر راضی ہے۔

تو و ملک و جاہ سکندری من و رسم و راہ قلندری
اگر آن خوش است تو درخوری وگر این بد است الخ

وردی سے تخت و تاج بدلنے پر بھی انسانی پیار اپنی حالت پر باقی رہیگا۔ اور سپاہی کی طرف سے ہم ذمہ لیتے ہین کیا مجال جو وہ مہاراجہ صاحب کی وردی، کوناک ماچ، لفٹ، رائٹ پر کبھی رشک کرے۔ مہاراجہ صاحب اس طرف سے بھی مطمئن رہین کہ سپاہی کی وردی مین زلزلہ جو نہین نہ ہونگی۔ چند جلوسے وہ بھی کمزور خونریز جلوسون کی ایک ہی ہفتہ مین عادت ہو جائیگی۔ بھلا وہ سپاہی کیا جو اتنا صبر نہ کر سکے۔

راقم — فلاسفر

الفت کا مقتضا ہے رہین شاد دونون
مرنے لگون جو مین تو انھین ساتھ لیچلون

ولایت کی ایک مسماۃ کونٹس جانزی کی عشقبازی کا افسانہ آجکل اخبارون کے کالمون مین خوب دلچسپ ہے۔ ہم بیچارے ایشیائی نامذہب جیالان آزادیون کی کیا قدر کرینگے۔ آہ ہمارے پاس وہ دل کہان؟ جو ان بیتابیون کو حاصل تر فرض سمجھین یا محبت کی ان نزاکتون سے متاثر ہون۔ لیڈی صاحب نے شوہر علی الحرم کے مجسٹریٹ صاحب سے فرمایا کہ سال بھر ہوا معروفہ بزمی اپنے شوہر کے ساتھ مشرقی افریقہ کی سیر کرنے گئی وہان ایک کمسن کھیلے جوان عنادی پر فریفتہ ہو گئی۔

آگیا ہی ... وہ بھی تو ...
لفظ عشق تا نظر کے جبہ سے ... آغوش ... وہ عشق ...

جو کبھی غیر کی آغوش مین لپک کے جائے اور کبھی یار کی داڑھی سے بھی جلوائے اسنا پہلے کیسے بچائے جا بچے آزمائے کورٹ شپ کی کسوٹی پر کسے کسائے شوہر بدنصیب کو دھتا بتانا چاہیے پھر عیش بے نیش کا مزا اوڑانا چاہیے۔ گویی مزا اوڑ آغاز کار مین اس دل نقابص المدلعین پر رونما ہو گیا مگر جب خاوند سے اوگت تنگ ہو کے پیرس روانہ ہوئی اور مصمم ارادہ کر لیا کہ پرانے ہوسے کو چھوڑ کے نیا گڑ اصول دنگی تو وہی مزا فور رضامند لگ گیا اور لگا باتین بنانے کہ آیا راضی ہونگے امان خفا ہونگی۔ لوگون کا دنیا مین عجب اندھیر ہے جاہ مین جائین ایسے امان ابا جو عشق و محبت کی راہ مین رکاوٹ ڈالین۔ عشق اور امان باوا کا خیال دو متضاد چیزین ہین ایک دل مین دونون کی گنجائش نہین ہو سکتی آجکل کے ناول نویسون نے نا کتخداؤن کو بھی یہ سکھا دیا ہے کہ عشق و محبت کے مسئلہ مین امان باوا کی مخالفت عین ایمان ہے۔ چوری چھپے خط بھیجو۔ اکیلے دکیلے ملو۔ گھر سے نکل کھڑے ہو۔ ان کی چوٹی اور باپ کی داڑھی کھسوٹو۔ یہ سب مباح ہے۔ جب وہ چھوکریان اور چھوکرے آزاد ہین تو بندی کا ذکر ہی کیا۔ بندی کو اسکی ذات سے یہ امید نہ تھی کہ امان کی بات کو میری بات پر ترجیح دیگا۔ بس بہت ہو چکی اب دنیا مین رہنا بیکار ہے۔ جب روانگی کا وقت آیا تو بندی نے اسٹیشن کے نزدیک ہو کے ایک نیا چمکدار ریوالور چند کارتوس سمیت مول لیا اور بنڈل بناکے جیب مین رکھا۔ اسٹیشن پر پہونچکے ریفرشمنٹ روم مین ہم دونون نے کھانا کھایا اور بیٹھے تھے اتنے مین ریل آگئی ہم دونون ایک دل درجے کی خالی گاڑی مین جا بیٹھے بندی نے وہ ریوالور نکال لیا۔ اس وقت صرف اپنی جان دینے کا ارادہ تھا یہ منشا ہرگز نہ تھا کہ امان باوا کی لاڈلی کو سر بیچے مر گئی۔ دل نے کہا کہ آخر جاتے جاتے ... ان سے بھی چلتے چلاتے ایک لمبا سا بوسہ تو میان کو دیتی جاؤن ... اس بوسے کی لذت ...

اس بوسہ مادر بہبد فراموش نے اتنا طول کھینچا کہ انجن کے ہونٹون مین کھلبلی ہوئی اور اوس نے زور سے سیٹی دی۔ سیٹی پیام رخصت اور دیباچۂ فراق ابدی تھی بوسے کا طلسم نی تا بیٹے توڑا۔ آنکھون کے نیچے دنیا کے خاتمے کا نقشہ اور بے ثباتی کا جوبن بھر گیا۔ دل نے کہا کہ یہ لطف اس دنیا مین بھی باقی رہنا چاہیے اس امان باوا کے لاڈلے کو بھی ساتھ لیتی چلو۔ یہ مثل مشہور ہے "اکیلا نہ ہنستا بھلا نہ روتا" اپنے معشوق کو یون ترمیم کی "اکیلا نہ جیتا بھلا نہ مرتا" معانقہ سے جان چھوڑا کے ایک گھڑی ہوئی اور بیٹے کا بوسہ سر کر دیا۔ پہلا وار او سپر اور دوسرا اپنی ذات پر۔

اس داستان درد اور بچکون بچکون رونے کا اثر جج صاحب پر اتنا ہوا کہ اونھون نے بیان کی تکمیل کس دوسرے دن پر اوٹھا رکھی مگر سچ پوچھیے تو یہ جذبات کے ساتھ ہمدردی ہے۔ سنگدلی کے ساتھ ہمدردی ہے۔ خونریزی کے ساتھ ہمدردی ہے۔ خود غرضی کے ساتھ ہمدردی ہے۔ بے ایمانی و پیمان شکنی کے ساتھ ہمدردی ہے۔ اگر کونٹس صاحب نے اس جرم مین پھانسی پائی تو شوہر خال اللہ ہمدرد جیسے کورٹ شپ اور عشق و عاشقی کی ناطرداری مین جو پاپڑ بیلے وہ تمین کہین رقیب کے تماشے کی گے۔ تیمارداریان کین وہ سب سپرد خاک۔ بی بی صاحب کی تجہیز و تکفین کی مصیبت مزید بران۔ اور اگر پھانسی نہ پائی تو پھر ادھر بھی ... بہر حال صلاح خاندانی امان کی منغص بچیلی رہنے کی کو قت ایک بی بی کی زندگی مین دوسری سے واسطہ نہین ہو سکتے کوئی مرد تو ترجیح نہین تو قطع نسل ہی لازمی۔ شوہر صاحب اپنے بیٹے کو ... مگر مقتول کے ماں باپ ان کونٹس صاحب کی عشقبازی کے ... پر قربان ہو ... دیکھئے یہ بات ... کے ... خونریزی کی دُم مین پھانسی ...

اس قسم کی معشوق کشی ایشیائی خیالات سے بالکل متضاد ہے ... کے ناول نویسون کو ... پیدا ... دیکھیے ...

نصیر الدین حیدر شاہ اودھ تین مہینے تک قدسیہ محل کے غم میں سیاہ پوش رہے دربار بھر کو سیاہ پوش رکھا مگر ایک شب جو قدسیہ محل نے خواب میں آکے ساتھ چلنے کی فرمائش کی تو صبح ہوتے ہی آبنوسی رنگ کافوری سے بدل گیا۔ مصاحبوں نے ڈرتے ڈرتے سبب دریافت کیا تو فرمایا۔ ابھی مسند بیگم خواب میں آئی تھیں مجھسے کہنے لگیں تمہارے بغیر جی نہیں لگتا تم بھی ساتھ چلو۔ دیکھا یہ ہماری محبت کا نتیجہ ہے یعنی خود مرگئی ہیں تو مجھے بھی زندہ دیکھنا پسند نہیں کرتیں۔ بے وفا ہے۔ اوتارو سیاہ بانا منع کردو۔ خبردار جو اب میرے خواب میں بھی آئیں۔

علی ہذا القیاس حافظ شیرازی کا ایک قطعہ ہے ؎

صبحدم مرغ چمن با گل نوخاستہ گفت
ناز کم کن کہ درین باغ بسے چون تو شگفت
گل بخندید کہ از راست نرنجیم ولے
ہیچ عاشق سخن تلخ بمعشوق نگفت

جہاں اتنی سی بات کہ میر گل صاحب اس باغ میں ہزاروں تمہاری طرح کے معشوق ہو دن بھر شہرہ ہو غنچہ کرد و شگفت و برفت۔ کا سبق پڑھ کے چلتے ہوئے ادب عشق کے خلاف سمجھی جاتی ہے وہاں پستول اور گولی بارود کا کیا ٹھکانا ہے۔

راقم۔ ادب آموز عشق



"ٹیلیفون منقطع"

"ہائے شاخ۔ وائے شاخ۔ نشیمن اوجاڑ کمبخت عدنان یہ کیسی بری باتیں کہہ رہا ہے۔ افسوس سے جڑ کٹ گئی نخل آرزو کی۔"

چرکنم کی بیماری

نمبر ۳

(تتمہ ہفتہ گذشتہ)

خداوندا تسلیم مجرا کورنش۔ آداب سے اگلی صحبت تو یہ ارشاد ہوا تھا کہ دولت ہمیشہ یار باد۔ جیسے حضور آپ تو اپنے ملک کے بادشاہ ہیں شکار کھیلے گھوڑے بیٹھے دل بہلانے شطرنج بچھوا دیئے۔ سفر ولایت کا پروگرام بنوایئے۔ یہ آخر دلگرفتگی کاہے کی ہے؟

"اے بھائی۔ چہ کنم؟ شدہ بدہ بھولی ہوئی ہے۔ بڑے لاٹ صاحب آنے والے ہیں اون کے لیے اونکی میم صاحب کے لیے جڑاؤ ہیکل اور ہار بنوانے ہیں۔ یہاں خزانے میں بھونی بھانگ نہیں۔ یاقوت زمرد ہیرا تو شئے دیگر ہے۔ چھوٹی سی ریاست اسکی آمدنی میری ذات کے لیے کافی نہیں ہے ایسی بڑی مہمانداری کہاں سے کروں؟ ریاست میں شکار بہت ہے۔ شکار میں ہفتہ دو ہفتے لگیں گے۔ یہاں آتے ہی دنوں میں کچھ کس نکل جائیگا۔ ادھر جانور نخچیر ادھر بلائے غرض دامنگیر۔ معمولی مہمان ہوتا تو ٹال دیتے۔ ایسا مہمان کہیں آئے ملتا ہے۔ اتنا روپیہ ہوتا تو ولایت کی سیر کرتے۔ پیرس کا پرستان دیکھتے لندن کے عجائب خانے میں تین ٹانگ کی بکری دو دھڑ کا مرغا پانچ پاؤں کا ہاتھی دیکھتے۔ ہندوستانی خوش ہوتے اچھے انگریزوں کا شکریہ لیتے اونکی لیڈیوں سے ہاتھ ملاتے۔ شہزادیوں شہزادوں سے ملتیں کھلتیں ہمیشہ بند رہیں گھنٹے جاتے ساتھ میں رانی صاحب یا بیگم صاحب ہوتیں وہیں بے پردگی کی تہذیب سکھاتے وہ بھی حسن بیمثل کا جلوہ دوسروں کو دکھا کے داد صنعت خالق حاصل کرتیں اور کھجتیں کہ ہاں ہمارے پاس ابھی کچھ ہے نہ چہ تنگدل و کوتاہ دست نہیں فیاض ہے۔ مگر یہ دعوت کچھ مرنکال دیگی۔ برسوں زخم مندمل ہوگا۔ اب پھر رعایا پر کوئی نیا ٹیکس باندھیں اور برسوں انتظار کی گھڑیاں گنیں تو مراد پوری ہو جائے نئے ٹیکس انگریزی عملداری سے رہتی دنیا تک ہر جگہ آسانی سے بندھ جاتا ہے کوئی جھنکتا تک نہیں جو بوجھ بھی نئی سوسو تورن کی تجویز آسان نہیں ہے۔ وزیر اعظم صاحب کا خیال ہے کہ ریاست کی آبادی پچاس لاکھ ہے اور اس پچاس لاکھ آبادی میں سالانہ کچھ ارب پوسون کا صرف ہے لہذا فی چوڑا پوسا ایک روپیہ ٹیکس لگ جائے تو ہر گھر سے جہاں زن و فرزند کی چوپا چاٹی کا رواج ہے سیکڑوں روپیہ سالانہ کی آمدنی ہو سکتی ہے۔ مگر بھائی دل پریشان ہے دماغ پراگندہ ہے۔ کچھ بھی سمجھ میں نہیں آتا۔ کچھ بن نہیں پڑتا۔ تم کہتے ہو کہ یہ ایک والی ملک ہیں انھیں کیا فکر پڑی۔ ایک ادنے سی بات یہ ہے کہ پولیٹکل ایجنٹ یا ریزیڈنٹ کے قبضہ قدرت میں جان ہے اونکی اطاعت فرمان برداری خاطرداری۔ تمدد نیاز کا خیال ہر وقت نشتر دل ہے۔ جب کبھی وہ مچل جاتے ہیں دنیا آنکھوں میں اندھیر ہو جاتی ہے۔ اونکی بہانا جوئی کی تازہ فکروں سے کبھی دل کو فراغت نہیں ہوتی دن بھر میں سیکڑوں مرتبہ سینہ سے آواز نکلتی ہے۔ چہ کنم ہائے چہ کنم؟"

"السلام علیکم۔ جناب لیڈر صاحب خیر باشد آئینہ خاطر مکدر کیوں ہے۔ بشاشت پر اوس کیوں پڑ گئی۔ آپ تو مطلوب درجہ اہم ہیں خلقت آپ کی مٹھی میں ہے۔"

"چپ رہو جی۔ ہم تو شک کے اندیشے سے ڈوبے ہیں۔ واللہ کارسی بھر دل۔ کمر کے کانٹا ہو گئی اندازہ ہیا"

خلقت پر کوئی داؤن نہین چلتا۔ راحت اندام ترنج ترانداز۔ململ۔ جامدانی چھوڑ سکے۔ گاڑھا دسوتر گزی کا لباس اختیار کیا تو پھر بھی چہ کنم کی بیماری سے چھٹکارا نہ ہوا۔ گھر مین رہنا چھوڑا۔ دربدر مارے مارے پھرے دعوتین کھائین۔ چندے مانگے۔ کمیٹیان بنائین انجمنین قائم کین۔ تقریرین کرتے رہے پیچھے پیٹے۔ ایمان کا واسطہ دیا۔ قرآن کی آیتین پڑھین۔ اچھے خاصے آدمی سے لیڈر بنے۔ حقوق کی فہرستین پڑھ کے سنائین سوتی چھریان چکائین۔ حکومت وقت کے تعنون مین تیر چلائے۔ بیڑیان پہنین۔ قید جھیلی اور پھر بھی موت کا چلو ہاتھ مین چہ کنم کا آزار چھلاوے کی طرح ساتھ رہا۔ اب حال یہہ ہے کہ ہماری پارٹی بھر بدنام ہے۔ جلسے کرتے ہین۔ اپیلین دیتے ہین تو ایسی چیزین ملتی ہین جنکی کوئی قیمت نہین۔ نہ وہ منڈی مین خوردہ ہو سکتی ہین نہ اون سے پیٹ بھرتا ہے۔ بھلا بتایئے "ہیر ہیر کی آواز۔ تالیون کی بھٹ بھٹ۔ اللہ اکبر کے نعرے۔ جے جے کی پکار۔ جزاک اللہ کی صدا" اوڑھین یا بچھائین اور ہر چندے کا دھندا شروع ہوا اور ہر مشقل ترمیم۔ اللہ اللہ کیسی کیسی مفید اسکیمین بنائین مگر وہی ڈھاک کے تین پات ہر بیٹے چہ کنم کی کھٹکار پیسے بند ہوتی ہے۔

شیعہ سنی آپس مین نہین لڑتے۔ چہ کنم؟
ہندو مسلمان مین صلح نہین چلتی۔ چہ کنم؟
کوئی ہمین چندہ نہین دیتا۔ چہ کنم؟
چندے کا حساب گڑبڑ ہے۔ چہ کنم؟
تدبیرین بیٹ پڑ رہین۔ چہ کنم؟
ہنڈیا چولھے پر اوندھی ہے۔ چہ کنم؟
یار اغیار ہوے۔ گھر کے بھیدی لنکا ڈھائے ہین۔ چہ کنم؟
ہری چگ۔ ہر وقت ہان مین ہان ملانے والے چل دیے۔ چہ کنم؟
کوئی ذاتی دشمنی ہے۔ یا اعتبار اٹھ گیا ہوا۔ چہ کنم؟
بلطفی و شمی شریک ڈانڈا مینڈی پر آمادہ ہین۔ چہ کنم؟
متحاد کے لئے آپس مین عداوت ہے۔ چہ کنم؟

اخبار نویسون مین سچ بولنے کی عادت نہین ہوتی۔ یہہ ہمارے گھڑنگی مین ہر شئے کی پردہ پوشی انکا فرض ہے بشرطیکہ انھین نفع ہو جائے۔ لیکن نفع ہو جانے کی استطاعت ہی ہو تو جائی بتاؤ۔ چہ کنم؟

انھین سے بعض کم بخت پہلے ہی سے ہم پر بھونکتے تھے انھین اوس وقت تو ہم نے دبا دیا جس وقت ہماری چڑھی ہانڈی تھی مگر اب وہ گئی باتین سب ٹھیک نکلین۔ لوگ جو انھین ہمارا ذاتی دشمن سمجھ کے دبی پی واپس کر رہے تھے۔ نادم ہوے اور کم از کم انھین سچا سمجھنے لگے پس چہ کنم؟
گھر بلو شر کاٹنے کا رنے اور بھید کھول کے ان کمبختون کی تصدیق کردی۔ چہ کنم؟ ہائے چہ کنم؟ وائے چہ کنم؟ سارا کھیل بگڑ گیا چہ کنم؟ رسی لاکھ بٹی مگر بل نہین چڑھتا۔ چہ کنم؟ (باقی پھر کبھی)

راقم۔ فلا سفر

موتیا بند یعنے تبصرۂ شعر الہند

(نمبر ۱۵۔ اپریل سنہ ۱۹۳۰ء)

ناسخ پر چوتھا اعتراض یہہ ہے کہ وہ سرقہ یا ترجمہ کرتے ہین۔ "یا" کا احتمال یہہ ظاہر کرتا ہے کہ حضرت مصنف روشن سواد سرقے اور ترجمے کا فرق نہین جانتے سوجھ اور بوجھ دونون سے کورے ہین۔
غیر زبان سے جو کچھ لیا جائے وہ سرقہ ہو گا یا ترجمہ؟
گزشتہ اشاعتون مین ہم اس پر مفصل بحث کر چکے ہین۔ مثال مین دو شعر پیش کیے گئے ہین پہلا شعر ہے ؎

مسی مالیدہ لب پر رنگ پان ہے
تماشا ہے تہ آتش دھوان ہے

اگر بیدل کا یہہ مشہور شعر سامنے رکھا جائے ؎

مسی آلودہ بر لب رنگ پان ست
تماشا کن تہ آتش دخان ست

تو دیکھنے والا بشرطیکہ بے وقوف شعوات ترجمہ ہی سمجھے گا۔ یہہ شعر ناسخ کی زندگی مین بھی ترجمہ سمجھا گیا۔ خیر وہ ترجمہ ہو یا سرقہ مگر حضرت کو اپنی لیاقت پر چند قطرات اشک نثار کرنے چاہیئین اس لیے کہ مسی مالیدہ شعر ونہین ہے اور ادونو مین مصرعہ اوستے سے پڑھا ہے۔ یہہ مسی آلودہ کیا جاتا ہے۔ ممکن ہے کہ ایک منقول عنہ مین کاتب نے غلطی کی ہو اور مسی کی جگہ سے لکھ گیا ہو مگر دیوان ناسخ اور دیوان بیدل کا کاتب ایک نہین ہو سکتا۔ بیدل و ناسخ مین دنیا چھوڑا۔ مالی ہرگز نہین پہونچتا بُعد مکانی زمانہ اور مکانیہ ہرگز نہین ہے۔ پس معلوم ہے کہ آپ نے معنی و مطلب سمجھنے کی سعی نہین کی آپ کو ایک کی غلطی محسوس نہوئی اور دوسرے کی صحت کو آپ نے اپنی جہالت یا لیاقت کی بنا پر غلط کر دیا ہے یعنی شراب کو اسطلاحاً لالہ پانی کہتے ہین اسلیے کہ وہ سیاہ کاری کی جڑ ہے ورنہ کالی کے کی توصیف فارسی عربی اردو کے شعرا کے کلام مین موجود نہین اور جہان تک ہماری وسعت نظر کو دخل ہے ہم کہہ سکتے ہین کہ انگریزی مین بھی کسی شاعر نے شراب کو بلیو بلیک سیاہی نہین باندھا۔ سُرخ ارغوانی عصفی (وغیرہ) شراب کے رنگ ہین۔ پھر اوسکی تشبیہ دھوین سے کیونکر دیجاسکتی ہے نہ تو ناسخ ایسے گھامڑ تھے نہ بیدل جو رنگ پان کو آتش اور مسی کو دھوان قرار دیتے۔ ایسی غلطیان کاتب کے سر نہین منڈھی جا سکتین۔ شعر الہند بار یک خط مین نہین ہے کہ اخباری کا عذر ان کا خط غبار اور عجلت اسباب غفلت مین شمار ہو۔ اگر غفلت کا عذر ہو بھی تو ایک جگہ قابل تسلیم ہو سکتا ہے۔ "ہمزہ" ہے "پر ایک جگہ موزون پڑھنے کے لیے ہمزہ بنائی گئی ہے۔ دوسری جگہ صاف "ہے" بغیر شوشے یا ہمزہ کے ہے۔ اسکے علاوہ کلام مین تحریف بھی فرمائی ہے یعنے ناسخ مرحوم نے "مسی مالیدہ لب پر" نظم کیا تھا آپ نے اصلاح دی ہے اور لکھتے ہین مسی آلودہ یہہ کلام شرفا کا ہے کہ نقل مین خیانت کرین؟

حضرت! جب بحث الفاظ سے کیجاتی ہے تو نقل المعنی کا حق بھی مناظرہ کرنے والے سے چھن جاتا ہے۔ خدا جانے آپ نے کس کے سامنے کتاب کھولی ہے جسنے ایسی معقول باتین بھی آپ کو نہ سکھائین۔

ہم اس غلطی کی تہہ تک پہونچ گئے ہین۔ سنیئے مرزا بیدل کا کلیات بمبئی مین چھپا ہے کاتب اس کا مرد ایرانی تھا وہ "بیدار" وکیا جانے کہ "مسی" بھی کوئی چیز ہے۔ غریب نے "مسی" کو "مستی" پڑھا ہے ہندوستان کے سامان آرائش سے عدم واقفیت تھا معنی و مطلب سمجھنے کی کوشش کرتی ہو سکی ہو۔ بیدل



ظلمت کدہ قانون سازی

ولایت کا ٹریڈ یونین بل

جان بل ؛ کامیابی! کامیابی! ۔ ان موذی مزدوروں کا یہی علاج ہے ؛

لیبر پارٹی ؛ شامت! شامت!! ابھی تو مسکراتے ہو۔ بر بر ٹھوکر پڑیگی تو رو دوگے۔ چین کو دیکھو۔ کیمونزم کو دیکھو ؛

کارخانہ حافظ سید احمد رفیع صاحب ایل لکھنؤ ... نے ... لکھنؤ میں ... انتظام کر دیا ہے۔

اشعار میں بھی شکل ہو جسکو وہ "مئے آلودہ" کہہ گیا۔ اب آپ نے کسی تذکرے میں یہ اعتراض دیکھ پا کر ناسخ مرحوم نے اس شعر کا ترجمہ کیا ہے یا اسکا مضمون چرا لیا ہے ذہن میں "مئے آلودہ" اور آنکھوں میں علی سرتیا جند۔ دل نے کہا "مئے سے لیے" المدد لب پر کچھ بے موقع سا ہے لہذا ناسخ نے بھی "مئے آلودہ" کہا تھا کاتب کمبخت نے غلطی کی ہے پوچھتا کون ہے لکھ دو "مئے آلودہ" افسوس بیدل کا کلیات اسوقت سامنے موجود نہیں۔ واہ بھئی "مئے آلودہ" اور واہ ری شعر فہمی ناسخ کا دوسرا شعر یہ ہے ؎

یوں نزاکت سے گراں جسم جتنا بار کے
جس طرح ہو رات بھاری مردم بیمار کو

اس پر دو اعتراض ہیں۔ اوّل یہ کہ ناصر علی کے شعر سے چوری کی ہے ؎

گویند کہ شب بر سر بیمار گران است
گر شد بسر چشم تو گران ست ازان است

دوسرے یہ کہ "کبھی کبھی" غلط محاورہ استعمال کر جاتے ہیں مثلاً اوپر کے دوسرے شعر میں "بیمار کو" کی جگہ "بیمار پر" پڑھنا چاہیے۔ اعتراض اول کا جواب مضمون ہو لگے سلسلے میں کئی جگہ آ چکا ہے مکرر ارشاد کیا جاتا ہے کہ ترجمہ ہرگز عیب نہیں ایک نئی زبان کی ترقی دوسری زبانوں سے ترجمہ کرنے ہی پر موقوف ہے مزید برآں یہ کہ قریب قریب ناسخ نے مشہورات شاعری سے استفادہ کیا۔ یہ مشہور ہے کہ بیمار کی رات مشکل سے کٹتی ہے۔ زلف کو مار چشم کو بیمار رخ کو گل و گلستان سب ہی باندھتے ہیں۔ جو مطالب شعرا میں عام ہو جاتے ہیں ان کے بارے میں چوری کا الزام نہیں دیا جاتا وہ تو وقف عام ہیں۔ ندرت صرف اسقدر ہے کہ ناصر علی نے [illegible] کی رات سے تشبیہ دی ہے اور ناسخ نے غالباً یہ تشبیہ اخذ کی ہے۔

ہاں دوسرا اعتراض بے شک "مئے آلودہ" کا ہے۔ مگر جناب مصنف صاحب آپکو خدا کی قسم سچ کہیے محاورے کی تعبیر جناب نے کس استاد [illegible] سے پائی ہے۔ اس شعر کے ہم بھی قائل ہو گئے آپ تو دریا میں [illegible] کون [illegible] سکتا ہے؟! اتنی اور [illegible] کی بھی مجال نہیں

وہ بھی آپ کے محاورات کے ذریعے سے لطف [illegible] میں پاؤں ڈالیں تو غوطے کھانے لگیں۔ واہ رے حضرت کہاں آپ اور کہاں اردو کے محاورات؟ سنیئے نہ تو آپ شعرا کے نزدیک قابل خطاب ہیں نہ آپ کی کتاب قابل توجہ و مطالعہ مگر ناواقفوں کو فریب آپ نے دیا ہے اوسکا رفع کرنا مقصود ہے اسلیے بتائے دیتے ہیں کہ "پر" اور "کو" دونوں محاورے ہیں بلکہ بعض جگہ "پر" غلط ہے اور "کو" صحیح مثل ہے "بکری کو اپنے سینگ بھاری نہیں ہوتے" اگر آپ اس مثل میں "پر" لگا دیجیے تو یہ محاورات کے عجائب خانے میں ایک پردار بکری ہو جائیگی۔

واضح رہے کہ طرز سخن کا غیر مطبوع ہونا سننے والے کے رجحان طبیعت پر موقوف ہے چاہے پسند کرے یا ناپسند لیکن ناسخ پر خلاف محاورہ لکھنے کا اعتراض بجز آپ کے اس بے مایہ حضرات کے دوسرا کوئی نہیں وارد کر سکتا۔ بلکہ آپ اس بارے میں متفرد ہیں۔ جہالت میں فرد ہونا بھی کچھ فخر کی بات نہیں۔ ایک مثل ہے

اگر مردی۔ احسن الے من اسا

پر بھی ایسا ہی اعتراض کیا تھا "مولوی صاحب! ابھی مولوی صاحب نیکی کر کے طرف اس شخص کے جو برائی کرے یہ ٹھیک نہیں ہے "الی من اساء" ہونا چاہیے یعنے احسان کر تو اس شخص پر جو برائی کرے" علی ہذا القیاس جب ناصر علی سرہندی نے "بر سر بیمار" فرمایا تو "بر" کا ترجمہ "پر" ضرور ہونا چاہیے۔ واہ میاں الف زبر آ زیر اپیش او۔ اے لاحول معشوق کی آنکھ تو گئی نزاکت کی دم میں مگر اس علی سرتیا جند کو سر پہ ضرور بھاری ہوا۔ لطف یہ کہ فارسی میں بھی "برمن گران گذشت" اور "مرا گران گذشت" دونوں موجود ہیں۔ مگر حضرت تو خالی شعر لکھنا جانتے ہیں محاورہ معنی مطلب محل استعمال اور صلہ کا علم گیا بھاڑ میں ایسی تیسی ہیں۔ کہاں کی اردو اور کیسی فارسی۔

باقی آئندہ

راقم [illegible] رئیس اقبال [illegible]

غلط و کتابت کے وقت نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دیجیے۔ منیجر

مولانا پنچ کی نوٹ بک

آیات وجدانی

مرزا یگانہ یاس عظیم آبادی ایک نامی شاعر ہیں انہیں شعرا میں خاص شہرت حاصل ہے۔ آدمی صاحب ذہن اور نازک خیال ہیں۔ فی الحال انکا ایک مجموعہ کلام بنام آیات وجدانی دفتر میں وصول ہوا ہے جلد وغیرہ نہایت خوبصورت ہے اسپر طلائی حروف میں بخط ثلث دیوان کا نام لکھا ہوا ہے چھپائی بھی عمدہ ہے۔ اسکے اکثر اشعار حسن تخیل کے شاہد ہیں لیکن کسی کو داد دینے کی زحمت حضرت یاس نے نہیں دی ہے۔ ہر شعر کے نیچے مختصر و مطول شرحیں شعر کی تحسین خود جامع یا ناشر نے کر دی ہے پس جب انھوں نے خود ہی ناظرین کا فرض ساقط کر دیا ہے تو کسی کو کیا غرض جو زبان تھکائے بعض مقامات پر توضیح مطالب کی خدمت بھی خود ہی ادا فرمائی ہے شاید اسکی یہ وجہ ہو کہ قصد شاعر نفس شعر سے واضح نہ ہوتا ہو یا اندیشہ ہو کہ شعر کے مختلف وجوہ میں سے حریف معترض و حاسد کوئی قبیح وجہ بمقتضائے جہل منتخب کرے۔ خدا بخشے لکھنؤ کے ایک مرثیہ گو صاحب بھی اپنے اشعار کے مطالب خود ہی بیان فرماتے تھے سو بند کا مرثیہ۔ ہر بند پر تین منٹ تک واہ واہ کے نعرے

یہی قول سننے والے کو گران گزرتا تھا اور سامع بیچارے شعر کی توضیح و تفسیر نے جو جبھی تارک مرزا وزن کو مشغل کیا تو وہ جھلا کے بول اوٹھے "حضرت اگر آپ ہین اتنا جاہل سمجھتے ہین تو اپنا کلام سناتے ہی کیون ہین" ایک مرثیہ گو صاحب زمانے کے جہل پر افسوس اور تحسین کا من اظہار یاس کے بعد شعر پڑھا کرتے تھے۔

"کون ہے؟ کسکے سامنے پڑھون دیجئے تو کلیجہ نکال کے رکھ دیا ہے مگر سمجھنے والا کہان سے لاؤن۔ سنا کے کیا خاک لطف حاصل ہوگا؟؟"

اتفاق سے ایک دن مرثیہ گو صاحب یونہین زمانے کی حالت کا شکوہ مرثیہ پڑھ رہے تھے اور اون کے پدر محترم بھی زینت مجلس تھے کسی دل چلے ظریف نے پکار کے کہا۔

"حضرت اور کوئی نہ سہی آپ کے باپ تو موجود ہین؟

اونھین کو سنایئے یا وہ بھی ہماری طرح نالائق ہین؟"

ہمین امید نہین کہ مرزا صاحب اس تدبیر سے حظ نفس کی تکمیل فرما سکین گے۔ جناب مرزا یاس یگانہ کا خاص شغل لکھنؤ کے بعض حضرات شعرا سے زور آزمائی ہے اگرچہ غیر مستقل مزاج لکھنؤ اب مرزا یاس کو بھول گیا ہے لیکن خدا سلامت رکھے مرزا صاحب کو آپ اپنی یاد تازہ ہر ایک تحریر مین دلاتے رہتے ہین۔ چنانچہ "آیات وجدانی" کا بمشکل کوئی صفحہ ہو لکھنؤ سے خالی نظر آتا ہے۔ اس مین شک نہین کہ یہان کے بعض شعرا سے اور آپ سے نوک جھونک ہوتی رہی ہے مگر اب تو کوئی مخاطب نہین ہوتا۔ پھر ہوا سے لڑنے کی ضرورت کیا ہے۔ خصوصاً جب کہ آپ کے حریفون مین سے کوئی نفس زیر لحد ملکوتی مشاعرے کا لطف اوٹھا رہا ہے۔

بہر حال ہمین اس مختصر مجموعہ کلام مین کئی شعر پسند ہین۔ یہ اشعار ضرور جدت و تازگی کی دلیل ہین۔ اودھ پنچ کی پرانی جلدون مین حضرت یاس کے اوشعار موجود ہین۔ [illegible] عظیم آبادی کے کلام [illegible] ... [illegible] سے دو روپیہ قیمت پر مل سکتی ہے۔ امید ہے کہ شائقین سخن مطالعہ فرمائینگے۔

خبط انصاف و ضبط ساعت

[illegible] یونان [illegible] سقراط [illegible]

پیالہ پلوا دیا۔ لاکھ چیخا چلایا مجمع برخلاف کی تحسین کیہین۔ انصاف کے مشکل رموز حل کیے۔ مگر یونان نے اس کان سنی اس کان اوڑا دی۔ سنتے ہین کہ اب باسی کڑھی مین ابال آیا۔ پریذیڈنٹ بولوس نامی بیرسٹر حال کے محکمہ عدل سے درخواست کرتے ہین کہ وہ حکیم سقراط مرحوم کے مقدمہ کی سماعت پھر سے شروع کرے اور از روئے قوانین انصاف اونکی بے گناہی کا اعلان کر دے۔ اعلان ضرور کر دیا جائیگا اسلیے کہ شہر بھی موجود ہین شہد علیہ پردۂ دنیا پر ہے۔ نہ آجکل کی عدالت نے سقراط کو زہر پلوایا تھا۔ مدعا علیہ اوسوقت بھی بے گناہ سمجھا گیا آج بھی کسی کی مجال نہین ہوئے گنہگار سمجھے اسکے علاوہ تماشبین قاضی روحی راضی ائی۔ لیکن ایسے اعلان سے اوسوقت کے لوگون کو فائدہ نہین پہونچ سکتا۔ لہذا ہم اسے ایک فضول سی بات سمجھتے ہین بلکہ بصورت عدل کا یہی ایک کرشمہ نہین ہے۔ ابھی ایسے لاکھون کھیل کھیلے جاینگے۔ یہ سلسلہ شروع ہوا تو حضرت مسیح کا مقدمہ بھی پھر چھڑیگا۔ دار سیٹین کا مقدمہ بھی چھیڑیگا۔ پس یونان کو ہمارے ایک مجسٹریٹ کی سنت پر عمل کرنا چاہیے۔ گزشتہ ہفتہ مین ایک خبر شائع ہوی تھی کہ کسی مجرم نے تین سال سزا بھگتنے کے بعد اپنے جرم اور سزا کے ناجائز ہونے کی درخواست کی اوسکا مطلب یہی تھا مجرمون کی فہرست سے نام نکل جائے اس لیے کہ وہ اپنی بے گناہی پر یقین رکھتا ہے اور اوسکے ساتھ ظلم کیا گیا۔ مگر سنتے ہین کہ مجسٹریٹ صاحب نے فرمایا "بس! یہ واہی ہے اپنے حواس مین آ۔ واہ۔ یہان زندگی بے گناہی پر سزا پانے کے بعد اتنا نہین کیا تی۔ وہان ہزارون برس کے مردون کے حق مین انصاف طلب کیا جاتا ہے۔ لہذا ایک خبط انصاف ہے دوسرا ضبط انصاف۔

میری میری گویان کون؟

یہ صدا تھی جو پیڈی برطانیہ نے معاملات چین کے بارے مین نکالی صدا سنتے ہی میڈم فرانس پر بھین ہم مطلق نا سمجھا، میان جاپان نے فرمایا "ہم بی بی امی جان کہتے نکلین"۔ ہم پیلو نوت سلمان سلم رسان امریکہ ابھی داڑھی چپکار کے چیخے "ہم جیلیے مطالبات کا بندھ تیار ہوا اگر آپ جانتے ہین بی بی گویان نہین کھیلا ہے"۔ اوس کی مطالبات ہین یکطرفہ ہمین بھی کچھ شک نہین ہمین بہتر ہوگا کہ ایک آزاد کمیشن بٹھائے۔ ہم بھی ہون تم بھی ہو قصور جس کا ثابت ہو وہی ملزم۔ ہم کہتے ہین آجتک کمیشن تو ہزارہا مقرر ہوئے مگر "آزاد" کمیشن کبھی دکھا نہین۔ کمیشن بیٹھے گا ضرور۔ اور میان چین ملزم بھی ضرور ٹھیرینگے۔ ہان اوسوقت تک اگر چین آزاد ہو گیا تو پھر کمیشن بھی اوسی کو ڈگری دیگا۔

جس کمیشن کا ممبر "گھونسا" ہو اور جسمین مہاراجہ بردوان کے سے ممبر ہون اوسکا ہونا نہ ہونا سب یکسان ہے مہاراجہ صاحب امپیریل کانفرنس کے "میری میری گویان کون؟" کا جواب "ہم ہند کے آئے ہین آپ نے واشد ہندوستانی غلامون کی ناک رکھ لی ورنہ کٹ جاتے ہی رہتے۔ خیر اور کسی ہندوستانی کی کٹے یا کٹنے شکر ہے کہ حکام ہند کے سامنے مہاراجہ بہادر کی ناک سلامت رہی۔ آئینہ دکھا دیا اور آئینہ دکھا کر یہی خود بدید کا طعنہ یہ حکام اخبار نویس تو دے سکین۔

مجلدات اودھ پنچ ۲۶ و ۱۹۲۵ء

اردو کو زندہ کرنے والے دل کو تازہ کرنے والے سیاسی ادبی اخلاقی مضامین اور کارٹون کا مجموعہ خزانہ کتب مین محفوظ رکھنے کے قابل

قیمت فی جلد ۔۔۔ مع محصول

المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

موسم گرما کا تحفہ

دواخانہ معدن الادویہ لکھنؤ کے تیار کردہ مفرحات جنکی دھوم سارے ہندوستان میں ہے خالص میوہ جات کے افشردون اور عرقیات سے تیار کیے ہوے شربت جو اپنے اثر مین بے نظیر صورت مین دلاویز، ذائقہ مین خوشبو، لطافت مین بیعدیل ہین، دل و دماغ کو فرحت، قلب کو سکون، و راحت آنکھوں کو خنکی و تراوٹ بخشتے ہین، شدت عطش کو دور کرتے ہین جلد طلب فرمایئے۔

شربت بہار	شربت انار مصوم	شربت انار ولایتی	شربت کیوڑہ	شربت بیدمشک	شربت کیسر د	شربت بادام	شربت فالسہ
فی بوتل عہ	فی بوتل عہ	فی بوتل عہ	فی بوتل عہ	فی بوتل عہ	فی بوتل عہ	فی بوتل عہ	فی بوتل عہ
شربت دگٹرہ	شربت لیمو	شربت نارنج	شربت اناناس	شربت انگور	عرق کیوڑہ حیدرآبادی		عرق بیدمشک لاہوری
فی بوتل عہ	فی بوتل عہ	فی بوتل عہ	فی بوتل عہ	فی بوتل عہ	فی بوتل ـــ عشر		فی بوتل ـــ عشر

ارزان بعلت گران بکت کے مقولہ کو یاد رکھیے ولایتی ایسنس و شکرین سے بنے ہوے شربتون سے پرہیز کیجیے۔ فہرست مفت طلب فرمایئے۔
قریب کے ریلوے اسٹیشن کا نام ضرور تحریر فرمایئے اور چوتھائی قیمت پیشگی محصول ادا کرنے کے لیے روانہ کیجیے۔

المشتہر

منیجر دواخانہ معدن الادویہ وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

روزانہ ایک آنہ

[illegible] لکھنؤ ... مسرت ... حق دوا ... [illegible]
... حاصل کرنے ... [illegible]
... [illegible]
... [illegible] ... روزانہ ایک آنہ ... [illegible]
... [illegible]
... میں پیدا کر دیا ہے۔
وید شاستری ... [illegible] | ایجنٹ اندر چند اینڈ کو چوک لکھنؤ

ضیعفی دور کرنے کی تدابیر

مع ۲۴ تصاویر

موت کو تو کوئی روک نہیں سکتا لیکن امریکہ کے سائنسدانون نے ضیعفی دور کرنیکی ترکیب نکال لی ہے۔ ڈاکٹر ... چار بائی پر بیٹھے بیٹھے ہی کچھ ہاتھ پاؤں کو حرکت دیتے رہنے پھر قبض کی شکایت اور نہ کبھی دیگر بیماریوں کا اندیشہ رہیگا اعضا کو کس طریقہ پر حرکت دیجیے اسکے واسطے کتاب ہذا میں ۲۴ تصاویر دی ہوئی ہین کسی استاد کے سکھانیکی ضرورت نہیں پڑتی یہ کتاب زیادہ تر بیماریون کے واسطے نہایت مفید ہے جو کمزوری جیسے ورزش کرنے وغیرہ کا موقع نہ ملنے کی وجہ سے بیضمی بواسیر و دیگر امراض مین مبتلا ہوجاتے ہین یا ہیٹے خود اسکے مطابق ورزش کرکے بہت فائدہ حاصل کیا ہے واقعی اس کتاب کے بموجب عمل کرنے سے بڑھاپا دور ہو سکتا ہے۔ اس کتاب کی صفات دیکھتے ہوے بھی ... نام سکی قیمت صرف ۱۲ ... رکھی ہے۔

ملنے کا پتہ
سکہ سنچارک کمپنی متھرا

سکہ سنچارک کمپنی متھرا کی تیار کردہ ادویات

گورنمنٹ سے رجسٹرڈ

سدھا سندھو { امن کھانسی ہیضہ، درد پیٹ کے درد، دست سنگرہنی، اختلاج و دوجیانی کے امراض
کیلئے خوش ذائقہ دوائی جو صرف ایک یا چند قطرے ڈال دینے سے فوراً اثر کا ساحر کرتے ہیں قیمت ۸ سب جگہ بکتا ہے۔

دور و گج کیسری { جن حد کو یا جلن کو بڑے عمر تک ... لاثانی دوا قیمت ۱۲

بال سدھا { بچون کی کمزوری کو دور کرکے بدن کو مضبوط ... بچوں کا بہترین ... دوا قیمت ...

اپنے شہر کے دوا فروشوں سے طلب کرو

سول ایجنٹ برائے دہلی و پنجاب { بال ہمسار آفس چاندنی چوک دہلی
سول ایجنٹ اندر چند اینڈ کو لکھنؤ
ہمارے یہاں کے سول ایجنٹ ... لکھنؤ

غذائے روحانی

معارف النغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا مین گرہ لگائی

ایک گراموفون کی طرح سرون کے محفوظ رکھنے بلکہ اور گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہین کہ تاحال موسیقی کے جزو علمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہین ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم مین مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنی

تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائگی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد و ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔

استاد محمد علی خان

میان تان سین کے آخری یادگار مین صدہا انکی دھرپد و ہوریان اس کتاب مین انکے نقل کی گئی ہین لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہین تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب مین لکھ دیے گئے ہین اسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہین جسطرح کہ استاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا ستار کی مدد سے کام نکال سکتے ہین انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایہ بھی آپکو اس کتاب مین ملیگا۔ فی الحقیقۃ مصنف نے لاکھون روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اوستادون کا سرمایہ اس مین موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ

المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

حصہ اول کی طبع ثانی جلد مع محصول ڈاک ہر حال دستہ خریدیے۔